آئندہ شماروں کی جھلکیاں

☆ ۱۳ر جون ۱۹۳۷ء کو اقبال نے سر اکبر حیدری کو لکھا تھا کہ میں یورپ سے سیر ہو چکا ہوں وہاں کی شدید سردی نے ایک معذور شخص کی سی زندگی میرا مقدر کر دی ہے جسے میں گزشتہ تین سال سے بسر کر رہا ہوں۔[۴:۴۹۳]

☆ لیکن اسی تاریخ کو یعنی ۱۳ر جون ۱۹۳۷ء کو عبداللہ چغتائی کے نام لکھتے ہیں کہ مقصد تو یہ تھا کہ زندگی کے باقی دن جرمنی اور اٹلی میں گزاروں مگر بچوں کی تربیت کس پر چھوڑوں،[۴:۴۹۵] قبل ازیں ایما ویگے ناسٹ اور عطیہ کے نام خطوط میں اقبال نے واضح طور پر بار بار یہ لکھا کہ میرا جسم یہاں ہے خیالات جرمنی میں، میں یورپ میں اپنا گھر بناؤں گا اگر کچھ پیسے جمع ہو جائیں، ہائیڈل برگ میں قیام کے خواب کو دہرانا چاہتا ہوں، میں اس ملک سے اولین فرصت میں ہجرت کرنا چاہتا ہوں، اس بدبخت ملک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ دوں گا، یورپ اور جرمنی دوبارہ دیکھنے کی آرزو ہے، آہ وہ دن جب میں جرمنی میں تھا، ان تمام بیانات اور سر اکبر حیدری کے نام خط کے متن میں تضادات کی تعبیر و تشریح توضیح و توجیہہ کیسے ممکن ہے؟ کیا اقبال کی دائمی بیماری کا سبب قیام یورپ تھا۔ اگر یہ بیان سچ ہے تو پھر یورپ میں مکان تعمیر کرنے اور اٹلی و جرمنی میں ۱۹۳۷ء تک آباد ہونے کا ارادہ کیوں تھا؟ حیات اقبال کے اس مخفی گوشے کا تحقیقی جائزہ۔

☆ اقبال نے لکھا تھا کہ عراقی کے رسالے کا قلمی نسخہ غالباً ہندوستان میں موجود ہے اور میں نے ان کے ایک رسالہ کا جو خاص طور پر زمان و مکان پر ہے۔ اپنے لکچروں میں ملخص بھی دیا ہے۔[۴:۵۰۱] لیکن عراقی کا زمان و مکان پر کوئی رسالہ موجود نہیں ہے تو اقبال نے یہ استفادہ کیسے کیا؟ کیا عراقی کے قلمی نسخے کا مطالعہ اقبال نے یورپ کے کتب خانوں میں کیا تھا لیکن وہاں بھی عراقی کا زمان و مکان سے متعلق رسالہ غایت الامکان فی درایۃ الزمان موجود نہیں۔ تازہ ترین تحقیقات کے مطابق اس موضوع پر رسالہ عراقی نے نہیں عین القضاۃ ہمدانی نے لکھا تھا۔[۲:۹۹۲] تو اقبال نے ایک غلط حوالے سے زمان و مکان پر کیسے بحث فرمائی۔ اقبال نے عراقی سے خاص اثر قبول کیا لیکن یہ رسالہ عراقی کا نہیں تھا۔ اس مبحث کی علمی حیثیت کیا ہے ایک اہم جائزہ۔

☆ اقبال نے لکھا ہے کہ ۱۹۰۷ء میں وہ لندن یونیورسٹی کالج میں پروفیسر آرنلڈ کی چھ ماہ رخصت کے دوران جب وہ مصر گئے تھے۔ بحیثیت پروفیسر عربی تدریسی خدمات انجام دیں گے۔[۲:۱۳۶] لیکن تازہ ترین تحقیقات کے مطابق ۱۹۰۴ء میں آرنلڈ انڈیا آفس میں اسسٹنٹ لائبیریرین مقرر ہوئے اور ۱۹۲۰ء میں لندن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔[۲:۸۰۱،۸۰۹] تو سوال یہ ہے کہ علامہ اقبال ۱۹۰۷ء میں آرنلڈ کی جگہ چھ ماہ کے لیے عربی کے پروفیسر کیسے مقرر ہو گئے؟ ایک اہم تحقیق۔

☆ عالم اسلام میں جدیدیت کی پہلی پناہ گاہ الازہر کا ۱۹۳۵ء میں نہایت ابتر حال تھا۔ سنت اور اجماع سے انحراف اور مغرب سے مرعوبیت کے نتیجے میں جدیدیت پسند الازہر سے اقبالؒ کو ایک بھی ایسا عالم نہ مل سکا جو قرآن حکیم پر بصیرت تامہ رکھتا ہو اور دنیائے جدید کے احوال و حوادث سے باخبر ہو اور لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روح سمجھا سکے اور فلسفہ و حکمت اور اقتصادیات و سیاسیات کے شعبوں میں فکر اسلامی کی تجدید کے سلسلے میں مدد کر سکے۔ مغربیت و جدیدیت سے مرعوبیت اور مغلوبیت کے باوجود ازہر جدیدیت سے واقف ایک عالم بھی نہ اس وقت تیار کر سکا نہ آج تک ایسا ایک عالم تیار ہوا۔ اس محرومی کی کیا وجوہات تھیں؟ ہندوستان میں نئے الازہر کی بنیاد شبلی کے ذریعے رکھنے کی کوشش کی گئی اور ندوہ کا سنگ بنیاد ایک انگریز گورنر سے رکھوایا گیا لیکن راسخ العقیدگی نے شبلی کو شکست دی اور ندوہ عالم اسلام کے لیے ایک نیا حصار بن گیا۔ پاکستان کے دو ادارے ازہر جدید ہند کے لیے رفتہ رفتہ پر تول رہے ہیں۔ دارالعلوم کورنگی اس قافلے کا سرخیل ہے جس نے پہلے سود کا اسلامی جواز مہیا کر کے اسلامی قانون معیشت کو شکست دینے کی کوشش کی، اور اب تصویر کی حرمت کو متنازعہ بنا کر اجماع کو رد کر کے جدیدیت کے نئے سفر پر رواں دواں ہے۔ سالہا سال سے غیر ملکی ٹی وی پر آنے والے اور بیرون ملک کانفرنسوں میں کیمرے کے ذریعے فوٹوگرافی کرنے والے تقی عثمانی اب پہلی بار پاکستان میں بھی ٹی وی پر جلوہ گر ہو گئے ہیں اور تصویر کے مسئلے پر ان کا مؤقف جامعہ ازہر کے مماثل ہو گیا ہے۔ تصویر کے ذریعے اجماع کا رد کر دیا گیا ہے اور جدیدیت کو اسلامی جواز عطا کر دیا گیا۔ اس جدیدیت کی پیروی میں کراچی کا ایک اور دینی ادارہ بھی پیش پیش ہے جہاں جدید مغربی کافرانہ علوم کی تعلیم بغیر تنقید کے دی جا رہی ہے اور اس پر فخر کیا جا رہا ہے۔ کمپیوٹر، انگریزی، شاندار عمارتوں کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ ثابت کیا جا رہا ہے۔ جدیدیت پسندوں کے نئے ازہر کی تفصیلات۔

☆ ۱۳/اگست ۱۹۳۷ءکوراغب احسن کے نام ایک ذاتی اورخفیہ خط میں علامہ اقبالؒ نے واضح طور پرلکھا تھا کہ ’’یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان میں فی الوقت ایک بھی ایسا مسلم سیاست دان موجود نہیں ہے جس کی آنکھیں اسلام کے مستقبل اور ہندوستان کے مسلمانوں پرمرکوز ہوں، مسلم پریس کے لیے ضروری ہو چلا ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ حکومت ہندوستان کو بھی بے جگری کے ساتھ بے نقاب کرے کیونکہ حکومت اپنے پرانے دشمنوں کے ساتھ اتحاد کے لیے کوشاں ہے۔[۴:۵۳۶] اقبال کا یہ خفیہ خط کیا محمد علی جناح کی بصیرت و بصارت شخصیت ومعاملات حیثیت اور مقام پرعدم اعتماد کا مظہر ہے؟ کیا جناح صاحب نے اسلام کے مستقبل پرنگاہیں مرکوز نہ رکھیں تھیں؟ کیاانگریزوں کے دشمن مسلمان نہیں ہندو تھے؟ کیا مسلمان انگریزوں کے حلیف تھے؟ اقبال کے خفیہ خط میں مضمر تاریخی حوادث وواقعات کی ان کہی کہانیاں پہلی مرتبہ منظر عام پر۔

☆ علامہ اقبال ۱۹۲۴ء میں حکیم علامہ برکات احمد کی شائع ہونے والی کتاب ’’اتقان فی ماہیت زمان‘‘ سے ۱۹۳۷ءتک کیوں ناواقف رہے؟ وہ شاہ اسماعیل شہید کی کتابوں تقویۃ الایمان اورعبقات سے بھی لاعلم تھے۔اقبال جیسے عبقری کا ہندوستان کی اہم ترین کتابوں سے ناواقف رہنا کس بات کی نشان دہی کرتا ہے؟ ایک جائزہ۔

☆ سودی کا ترجمہ بھی ہوگیا ہے مگر جرمن میں ہے۔اگر کتاب یہاں مل گئی تو میں آپ کواس کے سمجھنے میں مدد دے سکوں گا۔براؤن کی ’’تاریخ ادبیات ایران‘‘ میں بھی حافظ پر کچھ ہوگا۔ یہ کتاب بھی جرمن میں ہے اوراورینٹل کالج لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔جب آپ مضمون لکھیں گے تو میں اس کا وہ حصہ آپ کے لیے ترجمہ کردوں گا۔

☆ اقبال نے لکھا تھا کہ فان کریمر کی مبسوط جرمن کتاب رتاریخ القرآن کے بعض حصص کا اردو میں ترجمہ کرڈالوں۔فان کریمر کی کتاب کا انداز عالمانہ اور منصفانہ ہے اگرچہ مجموعی لحاظ سے اس کا مقصد ہماری آراء اورعقائد کے خلاف ہے میرا مقصد ترجمے سے صرف یہ ہے کہ ہمارے علماء کو یورپ والوں کا طرز استدلال معلوم ہو۔اقبال جرمن زبان پرعبور نہ رکھتے تھے پھر یہ دعویٰ کس بنیاد پر کیا گیا۔ایک جائزہ۔

☆ اقبال نے لکھا ہے کہ جس زمانے میں میں زندہ تھا یایوں کہیے کہ زندہ دل تھا تو تجربے نے یہ اصول سکھایا کہ جس معشوق سے زیادہ محبت ہواس سے اصولاً زیادہ بے اعتنائی کرنی چاہیے۔یارلوگوں نے فرمایش کی ہے کہ ہراصول پرایک مفصل رسالہ لکھنا چاہیے کہ تماش بینوں کے لیے رہنمائی کا کام دے۔سو بندہ نے ایک رسالہ ’’موسوم بہ اجرالسکوت‘‘ تحریر کیا ہے جس میں سکوت کے ایسے ایسے دلائل پیش کیے ہیں کہ فریدالدین عطار بھی اگراس رسالے کو پڑھتے تو اپنے فضائلِ خاموشی کوفراموش کرجاتے۔وہ سینہ بہ سینہ شائع ہوتا تھا۔مگراب اس کا نشان باقی نہیں کہ وہ محرکات نہیں جواس کی تصنیف کا باعث ہوئے غرض کہ سکوت بڑی اچھی چیز ہے[پرشاد کے نام، ص ۴۰۵] کیا اقبال کے مذکورہ رسالے کا متن مل گیا تھا اگر مل گیا تھا تو کیوں شائع نہیں کیا گیا؟ ایک جائزہ

☆ اقبال قادیانیوں کے شدید مخالف تھے لیکن اس کے باوجود ۱۹۳۱ء میں برطانیہ میں قادیانیوں کے ووکنگ مشن میں خطاب کیا جبکہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۵ءکوایڈیٹر پیغام صلح کے نام اقبال قادیانیت کے خلاف خط لکھا ہے ’’ایک مسلمان کس طرح یہ بات کہہ سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں‘‘ [۴۳۱ مدیر پیغام صلح کے نام خط] کیا اقبال لاہوری جماعت اورربوہ کی جماعت میں فرق کرتے تھے؟ ایک جائزہ۔

☆ میرا فطری اورآبائی میلان تصوف کی طرف ہے اور یورپ کا فلسفہ پڑھنے سے یہ میلان اور بھی قوی ہوگیا تھا کیونکہ فلسفۂ یورپ بحیثیت مجموعی وحدت الوجود کی طرف رُخ کرتا ہے مگر قرآن پرتدبر کرنے اورتاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنی غلطی معلوم ہوئی اور میں نے محض قرآن کی خاطر اپنے قدیم خیال کوترک کردیا اوراس مقصد کے لیے مجھے اپنے فطری اورآبائی رجحانات کے ساتھ ایک خوفناک دماغی اورقلبی جہاد کرنا پڑا۔اس اعتراف کے باوجود اقبال نے خطبات کے بعض اہم مباحث کی بنیاد وحدت الوجود کے فلسفے پر کیوں استوار کی؟

☆ مگر میرا مذہب تو یہ ہے کہ یہ سارے مباحث مذہب کا مفہوم غلط سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں مذہب کا مقصود عمل ہے نہ [کہ] انسان کے عقلی اوردماغی تقاضوں کو پورا کرنا۔اسی واسطے قرآن شریف کہتا: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا میں نے تمہیں علم کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ دیا ہے۔ بنی اسرائیل ۸۵]۔اگر مذہب کا مقصود عقلی تقاضوں کو پورا کرنا ہو بھی [جیسا کہ ہنود کے رشیوں اورفلسفیوں نے خیال کیا ہے] تو زمانہ حال کی خصوصیات کے اعتبار سے اس کونظرانداز کرنا چاہیے۔اس وقت وہی قوم محفوظ رہے گی جو اپنی ملی روایات پرقائم رہ سکے گی۔اس نقطۂ نظر کے باوجود علامہ اقبال نے خطبات کیوں تحریر فرمائے؟

☆ایک جانب ۱۹۱۶ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ میرا تو خیال تھا کہ فرصت کا وقت مثنوی کے دوسرے حصہ کو دوں گا جو پہلے سے زیادہ ضروری ہے۔مگر خواجہ حسن نظامی نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کردی ہے۔تصوف کی تاریخ لکھ رہا ہوں۔دو باب لکھ چکا ہوں یعنی منصور حلاج تک پانچ چار باب اور ہوں گے اس کے ساتھ ہی علامہ ابن جوزی کی کتاب کا وہ حصہ بھی شائع کردوں گا جو انھوں نے تصوف پر لکھا ہے۔قبل ازیں ۱۹۱۵ء ضیاء الدین برنی کے نام خط میں تصوف کے موضوع سے ناواقفیت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی کتاب پر نظر ثانی سے انکار کردیتے ہیں۔

☆ حضرات صوفیہ خود کہتے ہیں کہ شریعت ظاہر ہے اور تصوف باطن لیکن اس پر آشوب زمانے میں وہ ظاہر جس کا باطن تصوف ہے معرض خطر میں ہے اگر ظاہر قائم نہ رہا تو اس کا باطن کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟ مسلمانوں کی حالت آج بالکل ویسی ہے جیسے کہ اسلامی فتوحات ہندوستان کے وقت ہندوؤں کی تھی یا ان فتوحات کے اثر سے ہوگئی۔ ہندو قوم کو اس انقلاب کے زمانے میں منو کی شریعت کی کورانہ تقلید نے موت سے بچالیا۔اپنی شریعت کی حفاظت کی وجہ سے ہی یہودی قوم اس وقت تک زندہ ہے ورنہ اگر فیلو [پہلا یہودی متصوف] قوم کے دل و دماغ پر حاوی ہوجاتا تو آج یہ قوم دیگر اقوام میں جذب ہو کر اپنی ہستی سے ہاتھ دھو چکی ہوتی۔ [ص۲۷۴۔۲:۴۷۳]ان علمی مباحث کے ذریعے اقبال نے مسلمانوں کے راستے پر گام زن کیا لیکن خود کیوں محترز ہوئے؟

☆ دنیا میں چار اشخاص ایسے ہیں کہ جو بھی ان کے طلسم میں گرفتار ہوجاتا ہے مشکل سے رہائی پاتا ہے اور وہ چاروں ہیں محی الدین ابن عربی،شنکر آچاریہ، بیدل اور ہیگل اقبال[ص۸۶۲]

☆غایۃ الامکان فی درایۃ الزمان نامی فارسی رسالہ بھی عراقی سے منسوب بتایا جاتا ہے لیکن یہ فی الحقیقت عین القضاۃ ہمدانی کا رسالہ ہے۔ اس رسالہ کا اقبال کے نظریہ زماں و مکاں پر گہرا اثر پڑا اور وہ ہمیشہ اس کو عراقی کی تصنیف ہی سمجھتے رہے۔[۹۹۲]

☆ جاوید اقبال ۱۹۳۷ء میں عربی میں فیل ہوگئے تھے اور انگریزی میں اول آئے تھے[اقبال کا خط ممنون حسین کے نام]ان کی آزاد روی، لاابالی پن، بے اعتدالیوں کے باعث اقبال نے فیصلہ کیا تھا کہ انھیں کسی سلسلے میں بیعت کرادیں یا ان کی شادی کردیں اقبال کے یہ اندازے کیا درست تھے؟ کیا جاوید اقبال آج تک عربی سے عدم مناسبت دور نہ کرسکے؟ کیا ان کی بے اعتدالیاں، لاابالی پن اور فکر و نظر کے باب میں الھڑ پن رخصت نہیں ہوا۔اگر اقبال انھیں مرید کرادیتے یا نکاح پڑھا دیتے تو کیا جاوید اقبال،اقبال کے صحیح جانشین بن سکتے تھے؟ اقبال اور جاوید اقبال کے فکر و نظر،قول و فعل اور معرفت میں زمین و آسمان کا یہ فاصلہ کیوں پیدا ہوا؟ جاوید اقبال کی اقبال اور اسلام سے دوری کے اسباب کا پہلا محققانہ اور نفسیاتی تجزیہ۔